ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

شاہین کہروڑی کی غزلیات کا فنی جائزہ

ثمینہ ناز

ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو

وزٹینگ لیکچرار گورنمنٹ صادق ویمن یونی ورسٹی بہاول پور پی ایچ ڈی اردو اسکالر

اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ صادق یونی وسٹی بہاول پور

Abstract:
Shaheen Kehruri's creative journey is research, history and poetry. "Aftab Mohshar" is Shaheen Kehruri's first collection of poetry which was published in 2005 by Adab Rang Publications Multan. Humans have been using the medium of poetry to express their thoughts since ancient times. Poetry has interpreted every aspect of life. The method used by the poet to express his ideas is called style. The poet's own personality also has a profound influence on the style. One of the most important knowledge in the sciences that give progress and perfection to man is the knowledge of expression. Thanks to this knowledge, man has gained access to other sciences. Expression is related to language and language is the only means of expressing human thoughts and feelings. Thus, the word is seen to show its perfection from every field of knowledge. But especially in poetry, it has shown unique magic with colors. They look beautiful in poetry. The quality of Shaheen Kehruri's poetry is that there are all the essentials of poetry in his words.
Key words: Cognitive ability، Observations and philosophy of life، Absorption

عبدالرحیم المعروف شاہین کہروڑی 15 اپریل 1963ء میں جنوبی پنجاب کے قدیم شہر کہروڑ پکا (ضلع لودھراں) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی جبکہ اعلیٰ تعلیم کے لیے ملتان چلے گئے۔شاہین کہروڑی کا تخلیقی سفر تحقیق، تاریخ اور شاعری ہے۔"آفتاب محشر" شاہین کہروڑی کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو 2005ء میں ادب رنگ پبلی کیشنز ملتان سے شائع ہوا۔انسان زمانہ قدیم سے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے شاعری کا وسیلہ استعمال کرتا رہا ہے۔شاعری نے زندگی کے ہر شعبے کی ترجمانی کی ہے۔اظہار خیال کے لیے شاعر جو طریقہ استعمال کرتا ہے اسے اسالیب کہتے ہیں۔اسلوب پر شاعر کی اپنی شخصیت کا بھی گہرا اثر ہوتا ہے۔یوں سمجھنا چاہیے کہ ایک شاعر کے اسلوب پر اس کے ذاتی کردار، علمی استعداد، تجربے، مشاہدے اور فلسفہ حیات کی چھاپ ہوتی ہے۔"کشاف التنقید" میں اسلوب کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے۔

"اسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ، ادائے مطلب یا خیالات وجذبات
کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی
اپنی انفرادیت کے شمول سے وجود میں آتا ہے۔اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا
پرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔"

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

(1)

اسلوب پر شاعر کی شخصیت، علم، مشاہدے اور تجربے کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ شاہین کہروڑی کے اسلوب پر ان کی شخصیت کا اثر نمایاں ہے۔ وہ جیسے خود سادہ منش ہیں اسی طرح ان کا کلام بھی سادہ اور عام فہم نظر آتا ہے۔ ان کے لہجے میں جاذبیت، رومانوی لہریں اور انقلابی گھن گرج جیسے عناصر موجود ہیں۔ ان کے اسلوب کے بارے میں خورشید بیگ میلسوی کہتے ہیں۔

"شاہین کہروڑی اپنے منفرد اسلوب کے ساتھ مضافات میں رہتے ہوئے
مقصدیت کے ساتھ شعر وادب کی دنیا میں اپنا مقام متعین کر چکے ہیں۔"

(2)

شاہین کہروڑی کا اسلوب سادہ مگر منفرد ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں سادہ اور بامحاورہ زبان استعمال کی ہے۔ وہ عربی اور فارسی کے ثقیل لفظی برت کر اپنی قابلیت کے جوہر دکھانے کے قائل نہیں ہیں۔

انہوں نے سادہ لفظوں کو پر لطف بنا کر اشعار میں باندھا ہے۔ شاہین کہروڑی کی کتاب "آفتاب محشر" میں اسلوب کے مختلف رنگ ہیں۔ شاہین کہروڑی نے جہاں سادہ تحریر کو اپنایا ہے وہاں اشعار کو مختلف رنگوں سے مزین بھی کیا ہے اس لیے ان کا کلام قاری کے ذہن پر اچھے اثرات مرتب کرتا ہے۔ شعرا کلام کو حسن و تازگی بخشنے کے لیے تشبیہات اور استعارات کا استعمال کرتے ہیں۔ شاہین کہروڑی نے بھی اپنے کلام کو انہی چیزوں سے خوب سجایا ہے۔ پروفیسر حمید اللہ لکھتے ہیں۔

"تشبیہ کے لغوی معنی مانند یعنی دو چیزوں کو ایک جیسا بنانا ہے۔
شعرا کلام میں حسن خوب صورتی پیدا کرنے کے لیے ایک چیز
کو دوسری چیز کی مانند قرار دیتے ہیں۔"

(3)

شاہین کہروڑی نے اپنے کلام میں خوب صورت تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔ ان کی تشبیہات روایتی رنگوں کی حامل ہیں کہیں کہیں جدت کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔

☆ چہرہ جو مفلسوں کا کبھی زرد ہو گیا
بازار زیست میری طرح سرد ہو گیا

(4)

تشبیہ کی طرح استعارے کا بنیادی مقصد کلام میں رنگینی اور دلفریبی پیدا کرنا ہے۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہیں۔

"استعارہ کے لغوی معنی کسی سے کوئی چیز ادھار طلب کرنا ہے۔
علم بیان کی اصطلاح میں استعارے سے مراد وہ لفظ ہے جو
مجازی معنوں میں استعمال ہو اس کے حقیقی اور مجازی معنوں
میں تشبیہ کا تعلق ہو۔"

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

(5)

شاہین کہروڑی نے اپنی شاعری میں استعارات کا استعمال بخوبی کیا ہے۔ جس کی مثال ان کے شعری مجموعے "آفتاب محشر" میں جگہ جگہ ملتی ہے۔

☆میری قسمت میں ہے روشن ستاروں کا ہجوم

میں کھڑا ہوں جس جگہ واں آسمان کوئی نہیں

☆انسانوں کی بستی میں ہے زہریلے سانپوں کا راج

اب تو اپنے گھر میں تنہا رہنا اچھا لگتا ہے

(6)

تشبیہ استعارات کے علاوہ محاورے بھی کلام میں حسن و خوب صورتی پیدا کرتے ہیں۔ محاورے کے لغوی معنی آپس میں گفتگو یا بول چال کے ہیں۔ الطاف حسین حالی کی "مقدمہ شعر و شاعری" کے مطابق محاورہ اہل زبان کے خاص اسلوب کا نام ہے۔ محاورہ حقیقی معنی کی بجائے مجازی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں۔

"دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ جو اہل زبان کی بول چال

،انداز گفتگو اور اسلوب میں لغوی معنوں کی بجائے کسی

اور معنی میں استعمال ہو محاورہ کہلاتا ہے۔"

(7)

شاہین کہروڑی نے اپنی شاعری میں محاورات کا استعمال کیا ہے۔ انہوں نے جو محاورے برتے ہیں وہ بے حد روایتی اور خوب صورت ہیں۔

☆سزا حق گوئی کی اتنی کڑی دیتا ہے وہ ظالم

زبانیں کاٹ دیتا ہے وہ سانسیں چھین لیتا ہے

☆دھجیاں بکھری پڑی ہیں بے کسوں کے جسم کی

بوٹیاں نوچیں گے کب تک یہ جہانوں کے خدا

(8)

لفظ علامت علم سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی اشارہ کے ہیں۔ شعرا اپنے کلام میں بلاغت کو موئثر بنانے کے لیے بعض اوقات کسی لفظ کو وسعت دے کر نئی کیفیت ،حالت ،واقعے ،بات یا شخصیت کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں۔ یوں وہ لفظ لغوی معنی کی بجائے کسی خاص مجازی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ "کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں علامت کے حوالے سے اس طرح بیان ہوا ہے۔

"شاعری کے لیے علامت بہت ضروری ہے۔ شاعر اپنی

بات کو بہتر بنا کر قاری کے سامنے پیش کرنے کے لیے

علامت کو ذریعہ بناتے ہیں۔"

(9)

شاہین کہروڑی نے بھی اپنی شاعری میں خوب صورت علامتیں استعمال کی ہیں۔ان کی علامتیں بھی محاوروں کی طرح روایتی رنگ کی حامل ہیں لیکن کہیں کہیں جدت پسندی کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔چونکہ شاہین کہروڑی کی شاعری اپنی ثقافت سے جڑی ہوئی ہے اس لیےان کے کلام میں علامتیں دھرتی کا رنگ لیے ہوئے ہیں۔

☆یوں اپنی دھرتی کی خوشبو اور چاند ستارے بیچیں گے
دنیا کی ہوس میں لوگ ابھی جیون کے سہارے بیچیں گے

(10)

انسان کو ترقی اور کمال عطا کرنے والے علوم میں ایک اہم علم، علم بیان ہے۔اس علم کی بدولت انسان نے دوسرے علوم پر دسترس حاصل کی ہے۔بیان کا تعلق زبان سے ہے اور زبان ہی انسانی خیالات اور احساسات کے اظہار کا واحد ذریعہ ہے۔

یوں تو علم کے ہر شعبے سے لفظ اپنا کمال دکھاتا ہوا نظر آتا ہے۔لیکن شاعری میں خاص طور پر اس نے رنگوں سے منفرد جادو دکھائے ہیں۔بعض اوقات شاعر لفظوں کے ذریعے ایسی مالا پروتا ہے کہ اس کے تصور میں موجود مناظر شعر میں خوب صورتی کے ساتھ نظر آتے ہیں۔شاہین کہروڑی کی شاعری کی یہی خوبی ہے کہ ان کے کلام میں شاعری کے تمام لوازمات موجود ہیں۔

حوالہ جات

1۔ابوالاعجاز حفیظ صدیقی،"کشاف تنقیدی اصطلاحات"غالب اکیڈمی دہلی 1985ء،ص 18

2۔شاہین کہروڑی،"آفتاب محشر"ادب رنگ پبلی کیشنز،ملتان،ایڈیشن 2005ء ص 8

3۔حمید اللہ ہاشمی،"فن شاعری اور روح بلاغت"مکتبہ دانیال لاہور،س ن،ص 238

4۔شاہین کہروڑی،"آفتاب محشر"ادب رنگ پبلی کیشنز،ملتان،ایڈیشن 2005ء ص 10

5۔ابوالاعجاز حفیظ صدیقی،"کشاف تنقیدی اصطلاحات""غالب اکیڈمی دہلی 1985،ص 18

6۔شاہین کہروڑی،"آفتاب محشر"ادب رنگ پبلی کیشنز،ملتان،ایڈیشن 2005ء ص 13

7۔الطاف حسین حالی،"مقدمہ شعر و شاعری"،مکتبہ جدید پبلی کیشنز،لاہور،ایڈیشن 1953ء ص 22

8۔شاہین کہروڑی،"آفتاب محشر"ادب رنگ پبلی کیشنز،ملتان،ایڈیشن 2005ء ص 16

9۔۔ابوالاعجاز حفیظ صدیقی،"کشاف تنقیدی اصطلاحات""غالب اکیڈمی دہلی 1985ء

10۔شاہین کہروڑی،"آفتاب محشر"ادب رنگ پبلی کیشنز،ملتان،ایڈیشن 2